Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

آپ بیتی پر ہندوستانی جرائد کے خصوصی شماروں کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ

۱۔ رحمان سرور باجوہ
پی ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اردو، اسلامیہ یونی ورسٹی، بہاول پور
۲۔ ڈاکٹر غلام اصغر
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، اسلامیہ یونی ورسٹی، بہاول پور
۳۔ ڈاکٹر طاہر عباس
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، اسلامیہ یونی ورسٹی، بہاول پور

Abstract:

Autobiography is an important genre of Urdu literature in which an individual writes his stories, exposure and experiences of life. In literary magazine of India, Article on Autobiography Significance, tradition and development have been published now and then. However different journals' Particular numbers had also pivotal role to become famous the genre of Autobiography. In this Article, the journals which published Autobiography (Aap Beti) number in India have been deeply studied.

Keywords: Autobiography, Journal, Research , Urdu Litrature, Non fiction creative prose, SpacialIssues , India , Overview.

آپ بیتی اردو ادب کی اہم صنف ہے جس میں ایک فرد اپنی زندگی میں پیش آنے والے واقعات، مشاہدات اور تجربات کو تحریر کرتا ہے۔ ہندوستان کے ادبی رسائل میں آپ بیتی کے مفہوم روایت اور ارتقاء پر جستہ جستہ مضامین شائع ہوتے رہے ہیں تاہم آپ بیتی کی صنف کو مقبول بنانے میں اہم کردار مختلف مجلوں کے خصوصی نمبروں کا ہے۔ اس آرٹیکل میں ہندوستان میں شائع ہونے والے ان مجلوں کا جائزہ لیا گیا ہے جنھوں نے آپ بیتی کی صنف پر خصوصی شمارے شائع کیے ہیں۔

کلیدی الفاظ: آپ بیتی، جرائد، تحقیق، اردو ادب، غیر افسانوی تخلیقی نثر، خصوصی شمارے، ہندوستان، اجمالی جائزہ

آپ بیتی میں ایک آپ بیتی نگار اپنی ذات کے متعلق انکشاف کرتا ہے تاہم اس میں اس کے عہد کے سیاسی و سماجی حالات کی بھی تصویر کشی ہوتی ہے۔ دوسری اصناف کی طرح آپ بیتی کو عوام الناس میں مقبول بنانے میں ادبی جرائد کا کردار اہم ہوتا ہے۔ ایسے جرائد کی حیثیت ادب میں دستاویز کی ہوتی ہے۔ آپ بیتی پر خصوصی نمبر شائع کرنے والے جرنلز بہت زیادہ نہیں ہیں۔ پاکستان میں اس حوالے سے "نقوش" اور "الزبیر" کا نام لیا جاتا ہے اور ہندوستان میں "دستاویز"، "انداز بیاں" اور "فن و شخصیت" ہیں۔ ان جرائد میں آپ بیتی کی صنف پر شائع ہونے والے مضامین سے آپ بیتی نگاری کے رجحانات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ہندوستان میں جن جرائد نے آپ بیتی پر خصوصی نمبر نکالے ہیں ذیل میں ان مجلوں کا خصوصی مطالعہ پیش کیا جا رہا ہے۔

دستاویز (آپ بیتی نمبر):

"دستاویز" بھارت کا سالانہ اردو رسالہ ہے جس کے مدیر عزیز نبیل ہیں۔ عزیز نبیل دوحہ (قطر) میں روزگار کے سلسلے میں قیام پذیر ہیں۔ اسی لیے "دستاویز" دہلی اور دوحہ دونوں مقامات سے شائع ہوتا ہے۔ اب تک اس رسالے کے چار شمارے منظر عام پر آئے ہیں۔ پہلا شمارہ ۲۰۱۰ء میں شائع ہوا۔ اس شمارے میں عالمی اردو ادب کے ان ادیبوں کی تحریروں کو شامل کیا گیا ہے، جو 21ویں صدی کے پہلے عشرے میں اس دنیا سے رخصت ہو گئے تھے۔ دوسرا اور تیسرا شمارہ ۲۰۱۲ء میں شائع ہوا، جو کہ اردو کے اہم ادبی رسائل و جرائد نمبر ہے۔ چوتھا اور پانچواں شمارہ (اردو کے اہم غیر مسلم شعراء اور ادباء کی شخصیات نمبر) ۲۰۱۴ء میں شائع ہوا۔ "دستاویز" کا آپ بیتی نمبر

Vol.4 No.4 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

۲۰۱۶ء میں شائع ہوا۔ راشد اشرف کے بقول" دستاویز" کا یہ آپ بیتی نمبر انتہائی مقبول ہوا یہی وجہ ہے کہ راشد اشرف نے اس نمبر کو کتابی صورت میں دوبارہ اٹلانٹس پبلی کیشنز کراچی کے توسط سے فروری ۲۰۲۱ء میں دوبارہ شائع کیا۔

دستاویز کے شمارے کا پہلا حصہ "نقد و نظر" کے نام سے ہے جس میں ڈاکٹر معین الدین عقیل، ہمایوں اشرف، احمر رفاعی، ضیاء ندیم، صفدر رانا، پرویز پروازی اور راشد اشرف کے تحقیقی و تنقیدی مضامین ہیں تاہم جب یہ شمارہ کتابی صورت میں شائع ہوا تو اس میں پرویز پروازی کا مضمون (اردو میں خواتین کی خود نوشت و کا سرسری جائزہ) شائع نہیں ہوا۔ "دستاویز" کے آپ بیتی نمبر کا دوسرا حصہ اہم خودنوشتوں کے تعارف و انتخاب پر مبنی ہے۔ اس حصے میں خواجہ نظامی کی "آپ بیتی"، سر رضا علی کی "اعمال نامہ"، مولوی عبدالرزاق کی "یاد ایام"، حسرت موہانی کی" قید فرنگ"، ملا واحدی کی" میرے زمانے کی دلی"، عبدالماجد دریابادی کی" آپ بیتی"، جوش ملیح آبادی کی" یادوں کی برات"، رشید احمد صدیقی کی" آشفتہ بیانی میری"، احسان دانش کی" جہان دانش"، عصمت چغتائی کی" کاغذی ہے پیرہن"، اختر حسین رائے پوری کی" گرد راہ"، فیض احمد فیض کی" مہ سال و آشنائی"۔ اختر الایمان کی اس" آباد خرابے میں"، قدرت اللہ شہاب کی" شہاب نامہ"، وزیر آغا کی" شام کی منڈیر سے"، رام لال کی" کوچہ قاتل"، اے حمید کی "امرتسر کی یادیں"، مرزا ادیب" مٹی کا دیا"، کلیم الدین احمد کی" اپنی تلاش میں"، آل احمد سرور کی" خواب باقی ہیں"، مسعود حسین خان کی" ورود مسعود"، ادا جعفری کی" جو رہی سو بے خبری رہی"، انتظار حسین کی" چراغوں کا دھواں"، ڈاکٹر اعجاز حسین کی" میری دنیا"، یونس احمر کی" ماضی کے تعاقب میں"، سید محمد عقیل کی" گئو دھول"، مشتاق احمد یوسفی کی" زرگزشت"، شہاب دسنوی کی" دیدہ و شنیدہ"، کلیم الدین احمد کی" جہاں خوشبو ہی خوشبو تھی"، عابد سہیل کی" جو یاد رہا"، ملک زادہ منظور احمد کی" رقص شرر" اور زبیر رضوی کا تعارف و اہم اقتباسات کا انتخاب شامل کیا گیا ہے۔

اس شمارے کا تیسرا حصہ خود نوشت / خاکے / سوانحی مضامین پر مشتمل ہے۔ اس حصے میں گوپی چند نارنگ، ظ انصاری، سلمیٰ صدیقی، اختر انصاری، احمد ہمیش، جاوید اختر، ڈاکٹر خورشید رضوی، شکیل عادل زادہ، سید عبداللہ شاہ، آصف جیلانی، سید انیس شاہ جیلانی، مظفر حنفی، خالد محمود، علی احمد فاطمی، محمد حمزہ فاروقی، ڈاکٹر یونس حسنی، سہیل انجم، علی سفیان آفاقی کی خود نوشتیں یا سوانحی مضامین شامل ہیں۔ اس مجلے کے آخر میں راشد اشرف نے آپ بیتی سے متعلق چھ سو کتابوں کا تعارف کرایا ہے۔ جب اس مجلے کو کتابی صورت میں دوبارہ سے شائع کیا گیا تو تب راشد اشرف نے آپ بیتیوں سے متعلق آٹھ سو تین کتابوں کی معلومات کی فہرست فراہم کی ہے۔

"دستاویز" (آپ بیتی نمبر) کے" پیش لفظ" میں مجلے کے مدیر عزیز نبیل نے "دستاویز" کے مختلف شماروں کا تعارف کراتے ہوئے آپ بیتی کے فن کے متعلق بات کی ہے۔ عزیز نبیل کے نزدیک آپ بیتی لکھنا آسان کام نہیں، اس کام کے لیے جرأت اور انکشاف ذات کی جستجو بہت ضروری ہے۔ عزیز نبیل لکھتے ہیں:

> " آپ بیتیاں دراصل وہ کھڑکیاں ہیں، جن کے دوسری طرف قاری کو اپنی ذات سے الگ حقیقی زندگیوں کا عکس نظر آتا ہے، ایک تجسس اور اشتیاق کی کھڑکی دوسری طرف موجود زندگی کے تمام راز، تجربات، محسوسات، مشاہدات، نظریات، رہن سہن، تہذیب و ثقافت سب کچھ جان لینا چاہتا ہے۔" (۱)

عزیز نبیل کے بقول دنیا کی دیگر زبانوں کے مقابلے میں اردو زبان میں آپ بیتی کی صنف نے زیادہ ترقی نہیں کی۔ ہندوستان میں پاکستان کے مقابلے میں آپ بیتی لکھنے کا رجحان بہت کم ہے۔ ایسے آپ بیتی نگار جنھوں نے اپنی آپ بیتی میں خود ستائی سے بچ کر وسعت مشاہدہ کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے دور کے سیاسی، سماجی اور ادبی ماحول کو بیان کیا ہے ان کی آپ بیتیوں کو ہر عہد میں ہاتھوں ہاتھ لیا گیا ہے۔

دستاویز (آپ بیتی نمبر) کے پہلے حصے میں ناقدین و محققین کے آپ بیتی کے فن اور روایت سے متعلق مضامین ہیں۔ معین الدین عقیل کی تحقیق اردو ادب میں اولین خود نوشت کے حوالے سے کافی شہرت کی حامل ہے اپنے مضمون" اردو کی اولین خود نوشت سوانح عمری" (۲) میں معین الدین عقیل کہتے ہیں کہ عورتوں کی سب سے پہلی خود نوشت شہر بانو بیگم کی" بیتی کہانی" ہے۔ لیکن مردوں کی اولین خود نوشت کا تعین کرنا ایک مشکل امر ہے۔ معین الدین عقیل اپنی تحقیق میں بیان کرتے ہیں کہ جعفر تھانیسری کی" کالا پانی" اور عبدالغفور نساخ کی" خود نوشت سوانح عمری" اردو کی اولین خود نوشتیں نہیں ہیں۔ یہ دونوں خود نوشتیں ۱۸۸۶ء میں شائع ہوئیں۔ مصنف کے بقول گارسین دتاسی کی تحقیق کے مطابق پتمبر سنگھ کی "Memoir" کو بھی اردو کی اولین خود نوشت نہیں کہا جا سکتا کیوں کہ باوجود کوشش کے، اس خود نوشت کا کوئی نسخہ دستیاب نہیں ہوا ہے۔ (۳) معین الدین عقیل نے جعفر تھانیسری اور عبدالغفور نساخ کی آپ بیتیوں کے ہمراہ سید رجب علی کی خود نوشت کا بھی ذکر کیا ہے۔ جو کہ ۱۸۶۸ء میں شائع

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ہوئی اور اس کے محض آٹھ صفات ہیں۔ مصنف معین الدین عقیل نے اپنی تحقیق میں زمانی اعتبار سے، "سوانح سید حاجی الحرمینشریفین ملاطیب علی بن بھائی میاں، بقلم خود" اور پادری عماد الدین کی "واقعات عمادیہ" کو اولین خود نوشت سوانح عمریاں قرار دیا ہے۔ معین الدین عقیل نے ان دونوں سوانح عمریوں کا مختصر احوال بھی بیان کیا ہے اور ان کے اسلوب پر بھی بات کی ہے۔ معین الدین عقیل کہتے ہیں کہ طیب جی کی خود نوشت کو معروف دانشور آصف علی اصغر فیضی نے مفید اور مفصل مقدمے اور حواشی کے ساتھ مرتب کیا ہے اور اس خود نوشت کے تیس صفحات ہیں۔ یہ خود نوشت Journal of the Asiatic, Society of Bombay میں ۱۸۶۲ء شائع ہوئی۔(۴) " واقعات عمادیہ" کی اولین اشاعت ۱۸۶۶ء میں ہوئی اس وقت اس کے صفحات کی تعداد چودہ تھی۔ دوسری اشاعت میں ضمیمہ شامل ہونے سے صفحات کی تعداد اکیس ہو گئی اور اور تیسری اشاعت پنجاب ریلیجیس بک سٹی لاہور نے ایک تتمہ کے اضافے کے ساتھ شائع کیا، جس میں خود نوشت نگار کے آخری برسوں اور انتقال کے احوال کو شامل کیا گیا ہے۔ محقق معین الدین عقیل کے بقول طیب جی کی خود نوشت کے مقابلے میں "واقعات عمادیہ" کی زبان زیادہ شفاف اور رواں دواں ہے۔(۵)

ہمایوں اشرف نے اپنے مضمون" خود نوشت: حدود امکانات اور جائزے" (۶) میں تقسیم ہند سے قبل اور بعد میں لکھی جانے والی خود نوشتوں کا سرسری جائزہ لیا ہے۔ اس لیے قاری کو اس مضمون میں خود نوشت کے حدود وامکانات سے متعلق سیر حاصل بحث نظر نہیں آتی۔ ہمایوں اشرف خود نوشت سے متعلق لکھتے ہیں:

> " اپنی ذات کے حوالے سے اظہار حقائق کا بیان خود نوشت ہے۔ اس میں زندگی کے تجربات، مشاہدات، محسوسات، اور نظریات وغیرہ کو تسلسل کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے، جس میں قاری مصنف کی زندگی کے نشیب و فراز کے ساتھ ساتھ اس میں ذات کے نہاں خانوں سے بھی واقف ہوتا ہے۔" (۷)

ہمایوں اشرف آپ بیتی کے امکانات کے حوالے سے چند سوالات ذہن میں لاتے ہیں۔ یہ سوالات آپ بیتی کی صداقت، آپ بیتی نگار کی یاداشت، آپ بیتی نگار کی ذات کے طلسم وخود ستائی کے شکار ہونے، اپنی اسلاف کے عیوب کو صداقت سے بیان کرنے اور اپنے حریفوں کے خلاف قلم اٹھا کر بدلہ لینے سے متعلق ہیں۔ ان سوالات کے جوابات تلاش کرنے کے لئے ہمایوں اشرف ڈاکٹر سید عبد اللہ کے اس مضمون کا سہارا لیتے ہیں جو نقوش (آپ بیتی نمبر) میں " آپ بیتی" کے عنوان سے شائع ہوا۔(۸) ہمایوں اشرف کے نزدیک آپ بیتی کے ارتقا میں ہیروڈوٹس، زینوفون اور سیزر کی آپ بیتیوں کا حوالہ مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ آپ بیتیاں تحریفات کا شکار رہی ہیں۔ اس لئے ان پر اعتبار کرنا مشکل ہے۔ ہمایوں اشرف نے سینٹ آگسٹائن کی آپ بیتی کو روحانی تجزیوں اور مشاہدوں کو پرکشش انداز میں پیش کرنے کی وجہ سے اہم تصور کیا ہے۔ ہمایوں اشرف کہتے ہیں، خود نوشت نگار کو محض اپنی ذات کا طواف نہیں کرنا چاہیے بلکہ اپنے گردونواح کی زندگی پر بھی نگاہ ڈالنی چاہیے اور اپنے پڑھنے والوں کو اپنی تہذیبی منظر سے بھی آگاہ کرنا چاہیے، جس میں اس کی شخصیت پروان چڑھی ہو۔(۹) ہمایوں اشرف کا یہ نقطہ نظر سید عبد اللہ کے خود نوشت سے متعلق نقطہ نظر کے قریب ہے لیکن ریحانہ خانم کے نقطہ نظر کی نفی کرتا ہے۔

احمر رفاعی نے اپنے مضمون "اردو میں فن سوانح نگاری کا ارتقا" (۱۰) میں بیان کیا ہے کہ فن سوانح نگاری خود نوشت سوانح عمری کے فن سے مختلف ہے کہ خود نوشت سوانح عمری میں مصنف اپنی ذات کے متعلق بیان کرتا ہے اور سوانح نگاری میں دوسروں کی ذات کو مرکز بنایا جاتا ہے دیکھا جائے تو دونوں اصناف میں انسانی ذات ہی مرکز بنتی ہے۔ احمر رفاعی کا یہ مضمون خود نوشت سوانح عمری سے زیادہ سوانح نگاری کی تاریخ پر روشنی ڈالتا ہے۔ احمر رفاعی کے نزدیک سوانح عمری کے ابتدائی عناصر مذہبی صحائف اور یونان وہند کی دیومالائی قصوں میں ملتے ہیں اور اسلام میں سوانح عمری مذہبی تحریک کے سہارے آگے بڑھی۔ خلفاء بنی عباس کے عہد میں، رسولؐ اور صحابہ رسول کے ساتھ ساتھ مختلف اہل علم و فضل حضرات کی سوانح عمریاں لکھی گئیں، جن میں شاعر اور موسیقار بھی شامل تھے۔ احمر رفاعی سوانح نگاری کے ارتقا میں مثنوی، مرثیہ اور تذکرہ کو اہم سمجھا ہے۔ اور ان تینوں اصناف کا آغاز دکن سے بتایا ہے۔ احمر رفاعی سوانح نگاری میں حالی اور شبلی کے کردار کو قابل تحسین سمجھا ہے اور ان کی سوانح نگاری کی تصانیف کا مختصراً جائزہ لیا ہے۔ "دستاویز" (آپ بیتی نمبر) میں چوتھا مضمون، " اردو میں خود نوشت سوانح عمریاں" ضیاء ندیم کا ہے۔ اس مضمون میں ضیاء ندیم نے اردو میں لکھی جانے والی اہم آپ بیتیوں کا مختصر جائزہ پیش کیا ہے۔ مذکورہ جریدے میں صفدر رانا کا مضمون، " تاریخ سوانح اور خود نوشت کے لوازمات وامتیازات" بھی شامل ہے۔ صفدر رانا کا ایم فل اور پی ایچ ڈی میں تحقیقی موضوع آپ بیتیوں سے متعلق تھا۔ صفدر رانا کا پی ایچ ڈی مقالے کا عنوان" اردو آپ بیتی کا تحقیقی وتنقیدی مطالعہ" تھا۔ "دستاویز" (آپ بیتی نمبر) میں شامل صفدر رانا کا مضمون ان کے پی ایچ ڈی کے مقالے سے انتخاب ہے۔ صفدر رانا کے بقول سوانحی ادب میں تین بنیادی عناصر ہیں: تاریخ، فرد اور کہانی۔(۱۱) اگر کسی سوانح

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

میں ان میں سے کوئی عنصر غائب ہو تو وہ سوانح کمزور تصور ہو گی۔ صفدر رانا کے نزدیک خود نوشت کے ڈانڈے تاریخ سے ملتے ہیں اس لئے خود نوشت تاریخ بھی ہے اور ماورائے تاریخ بھی۔ تاہم خود نوشت سوانح عمری اور تاریخ میں امتیاز پایا جاتا ہے کہ ایک سوانح حیات بہترین تاریخی مواد کی حامل ہو سکتی ہے لیکن تاریخ کسی کی سوانح حیات نہیں ہو سکتی۔ صفدر رانا نے آپ بیتی اور سوانح عمری میں پائے جانے والے فرق کو بھی بیان کیا ہے کہ آپ بیتی میں تمام زندگی کے اہم واقعات قلم بند نہیں کئے جاتے لیکن سوانح عمری میں زندگی کے تمام واقعات لکھے جاتے ہیں۔ صفدر رانا کے نزدیک سوانح عمری کے مقابلے میں اب بیتی لکھنا زیادہ مشکل ہے کہ اس میں آپ بیتی نگار کو اپنی ذات کو حرف تنقید بنانا ہو تا ہے۔ سوانح نگاری میں ایک سوانح نگار جذبات کی عکاسی نہیں کر سکتا جب کہ آپ بیتی نگار کو جذبات کی عکاسی کرنے میں کوئی خاص دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ صفدر رانا نے آخر میں آپ بیتی کے آفادی پہلو پر بحث کی ہے کہ آپ بیتی کسی عہد کے خاص حالات کو جاننے میں معاون کر دار ادا کرتی ہے۔

"دستاویز" (آپ بیتی نمبر) کے نقد و نظر والے حصے میں آخری مضمون راشد اشرف کا ہے۔ جس میں انہوں نے خود نوشت اور سوانح عمریوں کی صنف میں ہونے والے تحقیقی کام کا جائزہ لیا ہے۔ خود نوشت اور سوانح عمریوں پر اب تک جو اہم مضامین لکھے گئے ہیں ان کی ایک طویل فہرست اس مضمون میں پیش کی ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان اور ہندوستان کی جامعات میں خود نوشت یا آپ بیتی پر جو تحقیقی و تنقیدی کام ہوا ہے اس کی فہرست بھی پیش کی ہے۔ آپ بیتی کی تحقیق و تنقید میں راشد اشرف کی یہ فہرست نہ صرف نامکمل ہے بلکہ ناقص بھی ہے۔ راشد اشرف نے فہرست میں احمد زمان، لبنیٰ نصیر، فرزانہ خاتون کی تحقیق کو پی ایچ ڈی کے ضمن میں شامل کیا ہے (۱۲) حالاں کہ ان محققین کی تحقیق ایم فل کی سطح کی ہے۔

مختصر یہ کہ "دستاویز" کا آپ بیتی نمبر، نقوش اور الزبیر کے آپ بیتی نمبر کے بعد ایک اہم اضافہ ہے۔ دستاویز نے اس اہم صنف کے لیے اپنا ایک الگ خاص نمبر مخصوص کر کے قاری کی اس صنف میں دلچسپی کو بڑھایا ہے اور اس صنف میں نقد و نظر کے حوالے سے در وا کیے ہیں۔ "دستاویز" کا یہ آپ بیتی نمبر صحیح معنوں میں آپ بیتی سے متعلق دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔

انداز بیاں (آپ بیتی نمبر):

مدیر حقانی القاسمی "انداز بیاں" (نئی دہلی۔ ۲۰۱۶ء) کے مدیر ہیں۔ یہ مجلہ دو سو نوے صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں صرف خواتین کی آپ بیتیوں سے متعلق محققین و ناقدین کے مضامین شامل ہیں۔ "انداز بیاں" کے آپ بیتی نمبر کا ابتدائیہ حقانی القاسمی نے "جنون زاویہ" کے نام سے تحریر کیا ہے۔ اپنے اس ابتدائیہ میں حقانی القاسمی نے زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والی خواتین کا ذکر کیا ہے جنھوں نے اپنی حیات کی خود نوشتیں لکھیں۔ یہ خواتین سیاست سے بھی وابستہ ہیں اور صحافت سے بھی، طب کے پیشے سے بھی منسلک ہیں اور زراعت سے بھی، فلم اور رقص سے بھی متعلق ہیں اور سوشل ورک سے بھی، تعلیمی میدان سے بھی تعلق رکھتی ہیں اور قانون کے شعبے سے بھی۔ جیسا کہ مدیر حقانی القاسمی لکھتے ہیں:

> "خواتین کی خود نوشتوں کی ایک کہکشاں ہے، کس کا ذکر کیجئے اور کسے چھوڑیئے۔ بس یوں سمجھئے کہ صرف عالمی نہیں ہندوستان کی علاقائی زبانوں مثلاً مراٹھی، پنجابی، سندھی، بنگالی، ملیالم، تلگو، اور ہندی زبان میں بھی خواتین نے بہت اہم آپ بیتیاں تحریر کی ہیں۔" (۱۳)

حقانی القاسمی لکھتے ہیں کہ ان خواتین کے آپ بیتی لکھنے کا مقصد اپنی ذات کے حوالے سے سماج کے نشیب و فراز کو عام لوگوں میں متعارف کرانا ہے۔ بعض خواتین آپ بیتی نگاروں نے اپنی آپ بیتی میں جارحانہ انداز اختیار کیا ہے اور زندگی کے تمام موضوعات کو اپنی آپ بیتیوں میں شامل کیا ہے۔ حقانی القاسمی بیان کرتے ہیں کہ خواتین کی آپ بیتیاں الگ مزاج کی حامل ہوتی ہیں۔ ان میں حزن، کسک، دکھ، تنہائی، اداسی، احتجاج اور مزاحمت نمایاں ہوتی ہے۔ مدیر حقانی القاسمی رشیدہ جہاں کا نام بالخصوص لیتے ہیں جنہوں نے اپنی منظوم آپ بیتی، "میری کہانی" تحریر کی۔ یہ آپ بیتی اشارات پبلی کیشنز سے ۲۰۰۴ء میں شائع ہوئی۔ اس آپ بیتی کے کل صفحات کی تعداد دو سو اٹھتر ہے۔ انداز بیاں کے مدیر نے نفیس بانو شمع کی خود نوشت "جنت سے نکالی ہوئی حوا" کو یادوں، جذبوں اور احساسات کا کولاژ قرار دیا ہے۔ حقانی القاسمی کی یہ کوشش تھی کہ اپنے ابتدائیہ میں تمام زبانوں میں لکھی گئی خواتین کی آپ بیتیوں کے حوالے سے گفتگو کرتے تاہم مختصراً انہوں نے خواتین کی لکھی ہوئی خود نوشتوں کا عمدہ جائزہ پیش کیا ہے۔

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

رحمت یونس نے اپنے مضمون" خودنوشت کا فن" (۱۴) کے آغاز میں تین درجن کے قریب آپ بیتیوں کے نام گنوائے ہیں جو تقسیم ہند کے بعد لکھی گئی تھیں۔ مضمون نگار کے نزدیک ان آپ بیتیوں کا مطالعہ انتہائی دلچسپ ہے۔ایک دلچسپ آپ بیتی کا ارتقاء کیسے ممکن ہے،اس بات کی وضاحت کے لئے مختلف ماہرین کے حوالے سے خودنوشت کے فن کو متعارف کرایا ہے اور یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ خودنوشت کسی انسان کی روداد ہوتی ہے، جسے وہ خود لکھتا ہے۔اس میں انسان کے پوشیدہ راز نمایاں ہوتے ہیں۔ اور باہر سے نظر آنے والا انسان ایک بدلا ہوا شخص نظر آتا ہے۔(۱۵) رحمت یونس کوائف،ڈائری،یاداشتوں اور تذکروں کو آپ بیتی کا درجہ دینا مناسب خیال نہیں کرتے ہیں۔رحمت یونس کے نزدیک آپ بیتی لکھنے کا مقصد اپنے حالات، تجربات ومشاہدات سے دوسروں کو متعارف کرانا ہے،اپنے زمانے کی معاشرتی وثقافتی زندگی سے پردہ اٹھانا ہے،اپنے ہم عصروں سے اپنے تعلقات کی نوعیت بیان کرنا ہے اور اپنے حوالے سے دوسروں کے متعلق حقائق سے پردہ ہٹانا ہوتا ہے۔

رحمت یونس نے ایک دلچسپ آپ بیتی لکھنے کے لیے انہی تین عناصر کو بیان کیا ہے جس کا ذکر ریحانہ خانم نے" نقوش" اور"الزبیر" کے آپ بیتی نمبر میں اپنے مضامین میں کیا تھا۔یعنی"سچائی، شخصیت اور فن۔" رحمت یونس نے خودنوشت میں فنی خوبیاں پیدا کرنے کے لیے دلچسپ، مختلف واقعات وتجربات اور مشاہدات کے انتخاب کو ضروری خیال کیا ہے۔ آپ بیتی نگار کو چاہیے کہ وہ آپ بیتی لکھتے ہوئے ادبی زبان اختیار کرے اور اس میں اساطیر کا بھی استعمال کرے۔ آپ بیتی نگار کی نثر معلوماتی اور علمی سے زیادہ تخلیقی ہونی چاہیے۔(۱٦) رحمت یونس نے اپنے مضمون کے آخر میں خودنوشت کے محرکات اور اس کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔ مضمون نگار کے بقول خودنوشت لکھنے کا کوئی ایک محرک نہیں ہوتا، کبھی خودنوشت نگار خود پسندی اور خودپرستی کے اثر میں ہوتا ہے،اور کبھی خودنوشت لکھنے کا محرک شخصیت کا نفسیاتی دباؤ ہوتا ہے۔ مضمون نگار کے نزدیک خودنوشت کی نفسیاتی، تاریخی، سماجی واخلاقی اہمیت ہوتی ہے۔

"اندازبیان"کا دوسرا مضمون" پاک وہند کی خواتین قلم کاروں کی تحریر کردہ خودنوشتیں" ہے۔یہ مضمون راشد اشرف نے لکھا ہے۔اس مضمون میں مضمون نگار نے اسّی سے زائد خواتین کی خودنوشتوں اور سوانح عمریوں کی فہرست پیش کی ہے۔ فہرست میں ناشر کا نام اور سن اشاعت بھی درج ہے۔اس مضمون میں راشد اشرف نے چند ایسے محققین کا بھی ذکر کیا ہے جنہوں نے جامعات میں آپ بیتی کے فن میں تحقیقی کام کو انجام دیا ہے۔

اسی مجلے میں شبانہ سلیم کے دو مضامین بھی شامل ہیں۔پہلا مضمون" خواتین خودنوشت سوانح عمریاں" اور دوسرا مضمون" خواتین کی اردو خودنوشت کا طرز نگارش" ہے۔یہ دونوں مضمون ان کے پی ایچ ڈی کے تحقیقی کام سے انتخاب ہیں۔انہوں نے ۲۰۰۷ء میں بھوپال یونیورسٹی سے پروفیسر آفاق احمد کی نگرانی میں" اردو میں خواتین کی خودنوشت سوانح عمریاں" کے عنوان سے مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی مکمل کی۔ مصنفہ کا یہ تحقیقی کام کتابی صورت میں شائع ہو چکا ہے۔پہلے مضمون میں چار خودنوشتوں کا تذکرہ ملتا ہے جن میں"نیرنگی بخت"،" تزک سلطانی"،"ایکٹریس کی آپ بیتی" اور"پردے سے پارلیمنٹ تک" شامل ہیں۔شبانہ سلیم نے ان آپ بیتیوں کا مطالعہ سماجی و تہذیبی حوالے سے کیا ہے۔شبانہ سلیم اپنے دوسرے مضمون میں لکھتی ہیں کہ بیسویں صدی سے پہلے عورتوں کے لیے تعلیم حاصل کرنا آسان نہ تھا تاہم بیسویں صدی کے بعد جب عورتوں کے لیے تعلیم حاصل کرنے کے مواقع پیدا ہوئے تو اسی صدی کے آخر تک خواتین کی طرف سے عمدہ آپ بیتیاں تحریر کی گئیں۔(۱۷) اس مضمون میں شبانہ سلیم نے نا صرف ادا جعفری، صالحہ عابد حسین، نفیس بانو، سعیدہ بانو، کشور ناہید، حمیدہ اختر حسین، شائستہ اکرام اللہ، امرتا پریتم، انیس قدوائی اور وزیر سلطان بیگم کے اسلوب پر طائرانہ نگاہ ڈالی ہے بلکہ ان خواتین آپ بیتی نگاروں کی تحریر میں پائی جانے والی مماثلت کو بھی تلاش کیا ہے۔وہ کشور ناہید اور امرتا پریتم کی خودنوشتوں میں ایک سی رومانی فضا دریافت کرتی ہیں اور ان کے انداز بیاں میں مماثلت ہونی کی وجہ تجریدی، استعاراتی اور علامتی رنگ بتاتی ہیں۔صالحہ عابد حسین اور حمیدہ سالم الگ الگ ماحول سے تعلق رکھنے کے باوجود شبانہ سلیم کے مطابق دونوں خودنوشتوں میں مشرقی تہذیب کا عکس نمایاں ملتا ہے۔

"انداز بیاں" کے مجلے میں محمد احمد سبزواری کا مضمون محترمہ جبین زیدی کے مضمون کا جواب ہے۔سبزواری صاحب کے خیال جبیں زیدی صاحبہ نے ۲۰۱۱ء میں رسالہ" انگار" میں خواتین کی سوانح عمریوں کو زمانی اعتبار سے صحیح طور پر ترتیب نہیں دیا۔اس مضمون میں جبیں زیدی صاحبہ نے دہلی میں مقیم انگریز خاتون مس فلچر کی خودنوشت کو زمانی اعتبار سے پہلی اور ڈپٹی نذیر احمد کی نواسی اصغری بیگم کی خودنوشت کو دوسرے نمبر پر رکھا تھا۔سبزواری صاحب کا استدلال ہے کہ اصغری بیگم کی خودنوشت سے پہلے شائستہ سہروردی اکرام اللہ کی خودنوشت" پردے سے پارلیمنٹ" کا پہلا ایڈیشن شائع ہو چکا تھا۔ محمد احمد سبزواری کی تحقیق کے مطابق اصغری بیگم کی خودنوشت زمانی اعتبار سے ترتیب چھٹے نمبر پر بنتی ہے۔" انداز بیاں" میں ابرار احمد اجراوی کا مضمون" عربی زبان میں خواتین کی خودنوشت" اور ڈاکٹر صادقہ نواب سحر کا مضمون"مراٹھی میں

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

خواتین کی خودنوشت" خواتین کی خودنوشتوں کی حدود کو وسعت دیتے ہیں۔ ابرار احمد اجراوی کے مطابق عربی میں پہلی خودنوشت نوالاالسعدادی کی "مذاکرات طیبہ" (۱۹۶۵ء) ہے۔ اس کے بعد فلسطینی شاعرہ وادیبہ فدوی طوفان کی "رحلۃ حیلۃ۔ رحلۃ صبعۃ" ہے۔(۱۸) ابرار احمد اجراوی نے اہم عربی خواتین خودنوشت نگاروں میں بدوی شعراوی، عائشہ عبدالرحمن، زینب غزالی، فدوی طوفان، نوالاالسعدادی، لیلی عیسران، لیلی عثمان، اور منی رجب وغیرہ کو شامل کیا ہے۔ ڈاکٹر صادقہ نواب سحر نے ہیئت اور موضوع کے اعتبار سے مراٹھی میں پہلی خودنوشت "پاروتی بائی آٹھوائے" کو قرار دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحبہ لکھتی ہیں کہ جس طرح مراٹھی ادب میں عورتوں کے مسائل اور متعلقات کو لکھا گیا ہے؛ جنسی تجربات، اسقاط حمل، کنواری ماں، جسمانی تجربات کی بے باک تصویر پیش کی گئی ہے اسی طرح مراٹھی خودنوشت میں بھی ایسے ہی مسائل کو موضوع بنایا گیا ہے۔(۱۹)

"اندازِ بیاں" (آپ بیتی نمبر) میں چند محققین نے مختلف خواتین کی خودنوشتوں کا تجزیہ بیان کیا ہے۔ ان میں عشرت ظفر نے پروفیسر ساجدہ زیدی کی خودنوشت "نوائے زندگی"، رقیہ حامد نے زہرہ داؤدی کی خودنوشت "گرداب کی شناوری اور لذت صحرانوردی"، فیاض احمد وجیہہ نے کملا کی ہنگامہ خیز خودنوشت "اناٹومی آف مائی سٹوری" (بدن کی ممنوعہ کتاب)، عذرا نقوی نے صالحہ عابد حسین کی خودنوشت، "سلسلہ روز و شب" اور شوکت کیفی کی خودنوشت، "یاد کی راہ گزر"، اکرم پرویز نے حمیدہ سالم کی آپ بیتی "شورش دوراں"، عبدالسمیع نے عذرا عباس کی یادداشتوں، "میرا بچپن"، روہی لکھت نے عصمت چغتائی کی کاغذی ہے پیرہن"، شاہد الرحمان نے کسمانسل کی خودنوشت" جو کہا نہیں گیا"، محمد قمر تبریز نے امرتا پریتم کی آپ بیتی "رسیدی ٹکٹ"، حقانی القاسمی نے ادا جعفری کی آپ بیتی "جو رہی سو بے خبری رہی"، محمد فرقان سنبھلی نے ثریا حسین کی خودنوشت "آب رود گنگا"، درخشاں نے صغرا مہدی کی "حکایات ہستی"، سیمیں کرن نے تہمینہ درانی کی "مینڈ اسائیں" کا فکری وفنی جائزہ لیا ہے۔ حقانی القاسمی نے ادا جعفری کی آپ بیتی کا تجزیہ کرنے سے قبل ادب میں فیمینزم کی تحریک کے ارتقاء اور زوال پر بات کی ہے۔ حقانی القاسمی کا خیال ہے کہ نسائی تحریک سے کچھ عورتوں کی غداری اور اپنے اصل منصوبے کا اظہار فیمینزم کے بنیادی مسائل کو کم نہیں کرتا بلکہ یہ احساس دلاتا ہے کہ عورتوں کے مسائل پر ایک عالمگیر نقطہ نظر سے سوچنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔(۲۰) اس فکر کے ساتھ حقانی القاسمی لکھتے ہیں کہ خواتین کے لئے خودنوشت کا لکھنا انتہائی دشوار ہے کیوں کہ وہ اپنی ذات کا اظہار کھل کر نہیں کرپاتیں۔ جن عورتوں نے ابھی تک خودنوشتیں تحریر کی ہیں انہوں نے اشارات، کنایات، رمزیت سے کام لیا ہے۔ حقانی القاسمی ادا جعفری کی آپ بیتی کو بھی اسی ضمرے میں شامل کرتے ہیں۔ جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:

> "ادا جعفری کو پڑھتے ہوئے بھی احساس ہوا کہ انہوں نے آپ تو بدایوں میں کھولی تھی مگر بدایوں نہیں دیکھا۔ انہوں نے اپنی داستان حیات لکھی ہے۔ مگر اپنی حقیقی ذات کا ادراک نہیں کرایا۔" (۲۱)

حقانی القاسمی سمجھتے ہیں کہ وہی خودنوشت بہترین ہوتی ہے جس میں مخفی شخصیت کے تمام پوشیدہ ابعاد اُجاگر ہو جائیں۔ مگر خواتین کی خودنوشت میں یہ مخفی ابعاد ہمیشہ پردہ خفا میں ہی رہتے ہیں۔

عبدالسمیع نے عذرا عباس کی یادداشتوں "میرا بچپن" کو فکشن تصور کیا ہے۔ اور اس تصنیف کے مطالعے سے عبدالسمیع کو اندازہ ہوا کہ اردو ادب میں مروجہ اصنافِ بندی کمزور بنیادوں پر کی گئی ہے کیونکہ عذرا عباس کی یاداشتیں "میرا بچپن" کا اسلوب نثر کی مروجہ حد بندی کو چیلنج کرتا ہے۔ عبدالسمیع لکھتے ہیں:

> "(میرا بچپن) کسی ایک خانے میں فٹ نہیں ہوتا۔ کبھی اس پر شاعری کا گمان گزرتا ہے اور کبھی قصہ اور حکایت کا، اور کبھی یہ افسانہ معلوم ہوتا ہے۔ قاری یہ طے نہیں کرپاتا کہ اس کتاب کو کس خانے میں رکھے۔ عذرا عباس کو یاداشتیں کہتی ہیں، لیکن کیا یادداشتیں ایسی لکھی جاتی ہیں۔" (۲۲)

"اندازِ بیاں" میں محمد نوشاد عالم کا مضمون، "اردو کی باغی خواتین آپ بیتی نگار" ان کی متنازعہ تصنیف "اردو خودنوشت سوانح حیات آزادی کے بعد" کے چوتھے باب سے اخذ شدہ ہے۔ اردو کی باغی خواتین آپ بیتی نگاروں میں انہوں نے عصمت چغتائی، کشور ناہید، ادا جعفری، نفیس بانو شمع کو شامل کیا ہے۔ مصنف نے مضمون کی ابتداء آپ بیتی کے فن میں درپیش تقاضوں اور شرائط سے کی ہے۔ مصنف ان خواتین کو اردو کی باغی خواتین آپ بیتی نگار اس لیے کہا ہے کہ ان خواتین نے اپنی آپ بیتیوں

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

میں سچائی، بے باکی اور خلوص کو حد سے زیادہ اپنایا ہے۔ انداز بیان کا آخری مضمون "صوفیہ انجم تاج یادوں کی دستک" ہے۔ اس مضمون میں صوفیہ انجم تاج کی آپ بیتی" یادوں کی دستک" پر شمس رحمان فاروقی، رفعت سروش، سیفی سرونجی اور محمد متین ندوی کے تاثرات شامل کیے گئے ہیں۔

الغرض آپ بیتی پر "انداز بیان" کا یہ مجلہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے منفرد ہے کہ اس میں خواتین خود نوشت نگاروں کے فن پر قدرے تفصیل سے بات ہوئی ہے تاہم کچھ خواتین خود نوشت نگاروں کا ذکر ہونے سے رہ گیا ہے جس کا اعتراف مدیر حقانی القاسمی نے بھی کیا ہے:

"ڈاکٹر فاطمہ شاہ کی خود نوشت سوانح دھوپ چھاؤں جو پاکستان میں شائع ہوئی اور ثروت سلطانہ کی خود نوشت بھی دستیاب نہیں ہو سکیں۔" (۲۳)

فن اور شخصیت (آپ بیتی نمبر):

مارچ ۱۹۸۰ء میں ہندوستان ہی سے صابر دت نے کالی داس گپتا کی نگرانی میں اپنے شمارے" فن اور شخصیت" کا آپ بیتی نمبر نکالا۔ یہ شمارہ تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ صحیح معنوں میں آپ بیتی لکھنا بہت مشکل ہے۔ جب بھی کوئی آپ بیتی ہمارے سامنے آتی ہے تو سب سے پہلے ہماری نگاہ اس طرف جاتی ہے کہ اس نے اس میں کتنی صداقت اور برملا گوئی سے کام لیا گیا ہے۔ پہلی جلد کے "پیش لفظ" میں کالی داس گپتا رضا نے بھی آپ بیتی کی صنف پر اس نقطہ نظر سے روشنی ڈالی ہے۔ آپ بیتی کے مزاج کی وجہ سے کالی داس گپتا نے بھی دوسرے ناقدین کی طرح اس صنف کو کسی حد تک طنز کی نگاہ سے دیکھا ہے۔

"تاریخی اعتبار سے آپ بیتی کہنے کا رجحان آج کل کے زمانے ہی سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کا سبب شاید یہ ہے کہ آج کا انسان قدیم انسان سے زیادہ خود شناس، خود آگاہ اور باوقوف ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اگلے وقتوں کے لوگ اپنی ذات کا وقوف نہیں رکھتے تھے۔ بس اتنا ہے کہ ان میں تمام تر کریڈٹ اپنے پلے باندھنے کی ہوس آج کل کے انسان کی نسبت بہت کم ہوتی تھی۔" (۲۴)

کالی داس گپتا نے اس صنف کی کمزوری بیان کرنے کے بعد آپ بیتی کی صنف کی اہمیت بھی بیان کی ہے کہ اس صنف کی بدولت ایک آپ بیتی نگار اپنے ماضی کے رازوں سے پردہ اُٹھاتا ہے اور مستقبل کے رجحانات کی سمت متعین کرتا ہے۔ مزید اس صنف کی وجہ سے اردو زبان و ادب کو بہت فائدہ پہنچا ہے۔ ابوالاعجاز حفیظ صدیقی کے نزدیک تو نامکمل حالات زندگی کے بیان کو آپ بیتی کہنا بالکل بجا ہے کہ آپ بیتی تو کسی شخص کی زندگی کا ایک واقعہ بھی ہو سکتا ہے، جسے وہ خود بیان کرے (۲۵) لیکن کالی داس گپتا نامکمل حالات زندگی کو واقعہ نگاری کے کٹھرے میں رکھنے کے حق میں نہیں ہیں اور ان کو باقاعدہ آپ بیتیوں کے زمرے میں شمار نہیں کرتے اور مختصر آپ بیتیوں کو اس خصوصی نمبر میں شامل کرنے کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ

"مگر اب اردو ادب میں یہی روش مستحسن سمجھی جاتی ہے اور مقبول ہے۔ شاید مختصر آپ بیتی کی اسی مقبولیت نے مجی صابر دت کو ادارہ فن و شخصیت کی طرف سے آپ بیتی نمبر نکالنے پر اُکسایا ہے۔"(۲۶)

"فن اور شخصیت" کے آپ بیتی نمبر میں ان آپ بیتیوں کو نظر انداز کیا گیا ہے جو سوانح نگاری یا سرگذشت کے زمرے میں آتی ہیں۔ صابر دت نے اس آپ بیتی نمبر میں اردو ادیبوں کے علاوہ فنون لطیفہ کے دیگر شعبوں سے بھی چند شخصیتوں کی آپ بیتیوں کو شامل کیا ہے۔ اس شمارے میں چند آپ بیتیاں" نقوش (آپ بیتی نمبر)" سے بھی شامل کی گئی ہیں اور چند اہم آپ بیتیاں بقول صابر دت کچھ وجوہات کی بنا پر شامل نہیں کی گئیں۔

مختصر یہ کہ آپ بیتی کا خاصا وقیع اور قابل اعتبار سرمایہ اردو ادب کے مجلوں میں ہے۔ معیار اور مقدار کے لحاظ سے یہ ذخیرہ اردو کے موجودہ کتابی سرمائے سے کسی طور کم نہیں ہے۔ تحقیق کا طالب علم آپ بیتی کی صنف کے حوالے سے ان مجلات کے مطالعہ سے خاطر خواہ بہرہ ور ہو سکتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ عزیز نبیل، "پیش لفظ"، مشمولہ: دستاویز، مرتبہ: عزیز نبیل (کراچی: اٹلانٹس پبلی کیشنز، ۲۰۲۱ء)، ص ۸۔
۲۔ معین الدین عقیل، "اردو کی اولین خود نوشت سوانح عمریاں"، مشمولہ: دستاویز، مرتبہ: عزیز نبیل (کراچی: اٹلانٹس پبلی کیشنز، ۲۰۲۱ء)، ص ۱۱: ۱۲۔

Vol.4 No.4 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

۳۔ ایضاً، ص۱۲۔

۴۔ ایضاً۔

۵۔ ایضاً، ص۱۸۔

۶۔ ہمایوں اشرف، ’’خودنوشت، حدود، امکان اور جائزے‘‘، مشمولہ: دستاویز، مرتبہ: عزیز نبیل (کراچی: اٹلانٹس پبلی کیشنز، ۲۰۲۱ء)، ص۴۱: ۲۲۔

۷۔ ایضاً، ص۲۴۔

۸۔ سید عبداللہ، ڈاکٹر، ’’آپ بیتی‘‘، مشمولہ: نقوش (آپ بیتی نمبر)، مدیر محمد طفیل (لاہور: ادارہ فروغ اُردو، ۱۹۶۴ء)، ص۶۰۔

۹۔ ہمایوں اشرف، ’’خودنوشت، حدود، امکان اور جائزے‘‘، مشمولہ: دستاویز، مرتبہ: عزیز نبیل (کراچی: اٹلانٹس پبلی کیشنز، ۲۰۲۱ء)، ص۴۰۔

۱۰۔ احمر رفاعی، ’’اردو میں فن سوانح نگاری‘‘، مشمولہ: دستاویز، مرتبہ: عزیز نبیل (کراچی: اٹلانٹس پبلی کیشنز، ۲۰۲۱ء)، ص۴۲: ۴۹۔

۱۱۔ محمد صفدر رانا، ’’ تاریخ سوانح اور خودنوشت کے لوازمات و امتیازات‘‘، مشمولہ: دستاویز، مرتبہ: عزیز نبیل (کراچی: اٹلانٹس پبلی کیشنز، ۲۰۲۱ء)، ص۸۱۔

۱۲۔ راشد اشرف، ’’اردو کی خودنوشتوں پر تحقیقی کام‘‘، مشمولہ: دستاویز، مرتبہ: عزیز نبیل (کراچی: اٹلانٹس پبلی کیشنز۔ ۲۰۲۱ء)، ص۹۱۔

۱۳۔ حقانی القاسمی، ’’جنون الزاویہ‘‘، مشمولہ: انداز بیاں (دہلی: عریشہ پبلی کیشنز۔ مئی: جولائی ۲۰۱۶ء)، ص۱۵۔

۱۴۔ رحمت یونس، ’’خودنوشت کا فن‘‘، مشمولہ: انداز بیاں (دہلی: عریشہ پبلی کیشنز۔ مئی: جولائی ۲۰۱۶ء)، ص۳۶: ۲۲۔

۱۵۔ ایضاً، ص۲۶۔

۱۶۔ ایضاً، ص۳۴۔

۱۷۔ شبانہ سلیم، ڈاکٹر، ’’خواتین کی اردو خودنوشت کا طرز نگارش‘‘، مشمولہ: انداز بیاں (دہلی: عریشہ پبلی کیشنز۔ مئی: جولائی ۲۰۱۶ء)، ص۲۵۷۔

۱۸۔ ابرار احمد اجروی، ’’عربی زبان میں خواتین کی خودنوشت‘‘، مشمولہ: انداز بیاں (دہلی: عریشہ پبلی کیشنز۔ مئی: جولائی ۲۰۱۶ء)، ص۸۱۔

۱۹۔ صادقہ نواب سحر، ڈاکٹر، ’’مراٹھی میں خواتین کی خودنوشت‘‘، مشمولہ: انداز بیاں (دہلی: عریشہ پبلی کیشنز، مئی: جولائی ۲۰۱۶ء)، ص۹۰۔

۲۰۔ حقانی القاسمی، ’’ جو رہی سو بے خبری رہی‘‘، مشمولہ: انداز بیاں (دہلی: عریشہ پبلی کیشنز، مئی: جولائی ۲۰۱۶ء)، ص۲۳۳۔

۲۱۔ ایضاً، ص۲۲۵۔

۲۲۔ عبدالسمیع، ’’میرا بچپن بطور فکشن‘‘، مشمولہ: انداز بیاں (دہلی: عریشہ پبلی کیشنز، مئی: جولائی ۲۰۱۶ء)، ص۱۷۴۔

۲۳۔ حقانی القاسمی، ’’خوشبو محبتوں کی‘‘، مشمولہ: انداز بیاں، (دہلی: عریشہ پبلی کیشنز، مئی: جولائی ۲۰۱۶ء)، ص۲۹۰۔

۲۴۔ کالی داس گپتا رضا، ’’حرفے چند‘‘، مشمولہ: فن و شخصیت، (آپ بیتی نمبر، حصہ اول) (ممبی: ملٹی پرنٹ، شمارہ: ۷، مارچ ۱۹۸۰ء)، ص۴۔

۲۵۔ ابوالاعجاز حفیظ صدیقی، ادبی اصطلاحات کا تعارف (لاہور: مکتبہ اسلوب، ۲۰۱۵ء)، ص۸۔

۲۶۔ کالی داس گپتا رضا، ’’حرفے چند‘‘، مشمولہ: فن و شخصیت، (آپ بیتی نمبر، حصہ اول) (ممبی: ملٹی پرنٹ، شمارہ: ۷، مارچ ۱۹۸۰ء)، ص۵۔